41682 ـ اسلحہ کے زور پر چوری اور دست درازی کرنے والے کا حکم

سوال

جو گروپ یا افراد اسلحہ کے زور پر چوری کرتے ہيں اور عورتوں کو اغواء کر کے عزت لوٹتے ہيں ان کا حکم کیا ہے، آیا یہ اسلحہ سے دھمکانے میں شامل ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

ایسے جرائم بعض وہ افراد کرتے ہیں جن کا کوئی دین نہیں ہوتا، شریعت مطہرہ نے اس کی سزا بہت سخت رکھی ہے جو علماء کے ہاں " حد الحرابہ یا ڈاکوؤں کی حد " کے نام سے معروف ہے، اور یہ حد اللہ سبحانہ و تعالی کے درج ذیل فرمان میں بیان کی گئی ہے:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدۃ (33).

حرمین الشریفین کی کبار علماء کمیٹی نے شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کی صدارت میں ان جرائم کے متعلق ایك فیصلہ کیا ہے جس میں درج ہے:

" کمیٹی نے پانچوں ضروریات یعنی دین، جان و مال اور عزت و عقل کی حفاظت کے وجوب اور اس کے اسباب کو صحیح سالم رکھنے کا خیال کرنے کے متعلق علماء کرام نے جو شرعی احکام بیان کیے ہیں اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ان خطرات کا اندازہ کیا ہے جو مسلمانوں کی عزت و نفس یا ان کے اموال پر زیادتی، یا ملك میں امن و امان کی صورت حال کو تہ و بالا کرنے کا باعث بننے والے جرائم سے جنم لیتے ہیں.

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے لوگوں کے دین و مال اور اور ان کی جان و روح اور عزت و عقل کو محفوظ بنانے کے لیے وہ قوانین اور حدود اور سزائیں متعین کی ہیں جن کی بنا پر خاص و عام کو امن و امان حاصل ہوتا ہے، اور آیت حرابہ کے حکم اور مقتضی اور محاربین یعنی فسادیوں اور ڈاکوؤں پررسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حد

کی تنفیذ امن و امان اور اطمنان کی کفیل ہے، اور مسلمانوں کی عزت و مال کے خلاف زیادتی جیسے جرائم کا ارادہ کرنے والے شخص کو اس سے باز رکھنے کی ضامن ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی فرماتا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

نہيں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہيں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہيں انہيں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہيں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدة (33).

اور صحیحین یعنی بخاری و مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلہ سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور وہ صفہ میں رہتے تھے تو انہیں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے تو کہنے لگے:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دودھ منگوائیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" میرے پاس اس کے متعلق تو تمہارے لیے یہی ہو سکتا ہے کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے پاس چلے جاؤ، تو وہ وہاں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا حتی کہ صحت یاب ہو کر موٹے ہو گئے تو چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ ہانك کر چلتے بنے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے ان کے پیچھے آدمی روانہ کیے، ابھی دن بھی نہ چڑھا کہ انہیں پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوہے کی سلاخیں گرم کرنے کا حکم دیا اور گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھیری گئی، اور ان کی ٹانگوں اور ہاتھوں کو کاٹ دیا گیا، اور داغ لگا کر ان کا خون نہ بند کیا گیا پھر انہیں صحراء میں پھینك دیا گیا، وہ پانی مانگتے تو انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا، حتی کہ وہ ہلاك ہو گئے "

ابو قلابہ کہتے ہیں انہوں نے چوری کیا اور قتل بھی کیا، اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ بھی کی.

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر کمیٹی درج ذیل امور کا فیصلہ کرتی ہے:

ا ـ بطور تکبر سب کے سامنے علانیہ طور پر اغوا اور مسلمانوں کی حرمت و عزت و ناموس پامال کرنے کے جرائم محاربہ اور زمین میں فساد جیسے جرائم میں شمار ہوتے ہیں، جس کی بنا پر اس سزا کا مستحق ٹھرا جاتا ہے جسے

اللہ تعالی نے سورۃ المآئدۃ کی آیت محاربہ میں بیان کیا ہے.

چاہے یہ جرم کسی کی جان پر ہو یا مال یا عزت پر ڈاکہ ڈالا جائے، یا راہ میں خوف پیدا کیا جائے اور ڈاکہ ڈالا جائے یہ سب کچھ برابر ہے، اور اس کا بستی یا شہر یا صحراء میں ارتکاب کیا جانا سب برابر ہے، اس میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ علماء رحمہم اللہ کی رائے میں راجح یہی ہے.

ابن العربی رحمہ اللہ اپنے قاضی ہونے کے وقت مقدمات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" میرے پاس کچھ ایسے لوگ لائے گئے جو زمین میں فساد مچاتے اور ڈاکے ڈالتے تھی (یعنی محاربین میں سے تھے) وہ ایك جگہ ڈاکہ ڈالنے گئے تو وہاں سے انہوں نے مسلمانوں اور خاوند کے سامنے ایك عورت کو زبردستی اٹھا لیا.

چنانچہ انہیں کوشش کر کے پکڑ لیا گیا اور میرے پاس لایا گیا تو میں نے ان میں سے ایك شخص جس کے ساتھ اللہ نے مجھے آزمائش میں ڈالا تھا سے سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم محاربین تو نہیں! کیونکہ محاربہ تو مال چھیننا ہے، نہ کہ فرج اور عزت پر ڈاکہ ڈالنا!

تو میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے کہا! کیا تمہیں علم نہیں کہ کسی عورت کی عزت لوٹنی تو مال میں ڈاکہ ڈالنے سے بھی زیادہ فحش اور گندا کام ہے؟! اور سب لوگ یہ چاہیں گے کہ تم ان سامنے سے ان کا مال چھین کر لے جاؤ، لیکن کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی اور بیٹی کو کچھ کہا جائے، اگر اللہ تعالی کے فرمان سے بھی کوئی زیادہ سزا ہوتی تو عزت لوٹنے والوں کو وہ سزا دی جاتی. انتہی.

ب ـ کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کے درج ذیل فرمان:

نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا المآئدۃ (33).

میں " او " تخییر کے لیے ہے، جیسا کہ آیت کریمہ سے ظاہر ہو رہا ہے، اور اہل علم رحمہم اللہ میں سے اکثر محققین کا بھی یہی قول ہے.

ج ـ کمیٹی کی اکثر رائے یہی ہے کہ حکمران کے جج اور قاضی جرم کی نوعیت اور اس کے حکم کو ثابت کریں، اور جب ان کے ہاں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف محاربہ اور جنگ اور زمین میں فتنہ و فساد مچانے کی کوشش و سعی ہے، تو پھر انہیں قتل یا سولی چڑھانے، یا الٹ ہاتھ پاؤں کاٹنے، یا جلا وطن کرنے میں

سے اپنے اجتہاد کے مطابق کسی بھی حکم کو اختیار کرنے کا اختیار حاصل ہے.

اس میں انہیں مجرم کے واقع اور جرم کی حالت اور معاشرے پر اس کی اثراندازی، اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے حاصل ہونے والی مصلحت کا خیال رکھنا ہو.

لیکن اگر محارب شخص نے قتل بھی کیا ہو تو پھر اسے حتمی طور پر قتل کرنا ہوگا، جیسا کہ ابن العربی مالکی نے بطور اجماع بیان کیا ہے، اور حنابلہ میں سے الانصاف کے مصنف نے کہا ہے کہ: " اس میں کوئی نزاع و اختلاف نہیں " انتہی.

ماخوذ از: کبار علماء کرام کمیٹی کی بحث بعنوان: الحکم فی السطو و الاختلاف المسکرات صفحہ نمبر (192 ـ 194).

واللہ اعلم .